

تعمیراتی انڈسٹری دم توڑ رہی ہے!

ریل اسٹیٹ سیکٹر پاکستان کی ریڑھ کی بڑی ہے۔ غور سے تجزیہ کیا جائے تو پورا ملک ہی پر اپریٰ کے شعبہ کی بدولت چل رہا ہے۔ ایک محظا اندازے کے مطابق اس سیکٹر کی مالیت تین سے چار سو بلین ڈالر ہے۔ یہ صرف ایک حد درجہ تحفظ پر مبنی قیافہ ہے۔ بعض ہوش مندوگوں کے مطابق یہ آٹھ سو بلین ڈالر کے قریب ہے۔ پاکستان کا کوئی شعبہ منافع اور کاروبار میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا بلکہ اس کے نزدیک تک نہیں پہنچ سکتا۔ امیر ترین لوگوں سے لے کر سفید پوش شہریوں کا مفاد اسی سے وابستہ ہے۔ سابقہ حکومت نے ہر حکمران کی طرح کچھ اچھے کام کئے اور کچھ ادنیٰ حرکتیں کرتے رہے۔ کسی گرو نے انہیں سمجھا دیا کہ جناب ریل اسٹیٹ سیکٹر میں سہولتیں دیں، بینکوں سے عام آدمی کے لئے قرضہ لینے کو آسان کریں، ستے گھروں کے لئے سرمایہ کاری میں ریاستی سرپرستی کریں۔ اندازہ نہیں کہ یہ مشورہ کس نے دیا تھا۔ پھر خان صاحب نے اس شعبہ میں سرمایہ کاری کی حد درجہ حوصلہ افزائی کرنی شروع کر دی۔ اس سے عام لوگوں اور کاروباری طبقے نے خوب فائدہ اٹھایا۔ معیشت کا پہیہ بہتر طور پر چلنے لگا۔ جی ڈی پی میں اس شعبہ کا حصہ دو سے تین فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ لوگوں میں ذرا سی خوشحالی آجائے تو ملک کا ہر سیکٹر پھلنے پھولنے لگتا ہے۔ گاڑیوں کی خرید و فروخت سے لے کر سیاحت تک، ہر سیکٹر پر ہر یا میں چھا جاتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ صنعتی شعبہ یعنی مینو فیکر گرگ کے بغیر ترقی کا کوئی راستہ ہے۔ مگر پر اپریٰ کا شعبہ پورے ملک کی ترقی کے لئے ایک انہیں کی حیثیت ضرور رکھتا ہے۔ ذہین ممالک بلکہ ذہنی طور پر زرخیز لیڈر اپنے ملکوں میں اس شعبہ کو کلیدی حیثیت دیتے ہیں۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کے ملک صنعتی اور ملکی ترقی کی اوچ ثریا پر چلے جاتے ہیں۔

دبئی میں مقیم ایک پاکستانی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دبئی کی ترقی کے متعلق جیرت انگیز باتیں بتائیں۔ موصوف چالیس برس پہلے لاہور سے دبئی چلے گئے تھے۔ شیخ زید بن سلطان جسے متعدد عرب امارات کا ”بابائے ملت“ کہنا زیادہ مناسب ہے، ان کے دور کی اہتماء تھی۔ شیخ زید پاکستان سے بے حد متاثر تھے اور ذوالفقار علی بھٹو کے تو خیر مرید جیسے ہی تھے۔ بھٹو کراچی کو ایک بین الاقوامی سطح کا ایسا شہر بنانا چاہتے تھے جس میں بیرونی سیاحوں کے لئے ہر سہولت اور کشش موجود ہو۔ بھٹو صاحب ایک وسیع المشرب انسان تھے۔ جانتے تھے کہ کراچی میں ایسی صلاحیت موجود ہے کہ ایشیا کا بہترین اور مرکزی شہر بن سکتا ہے۔ اور ان کی سوچ بالکل درست تھی۔ بہر حال ہر ذہن لیڈر کی طرح وہ بھی ہمارے ملکی نظام کی سفارتی کے سامنے دم توڑ گئے۔ پھر کراچی جمود میں غرق ہو گیا۔ شیخ زید نے بھٹو کی کچھ باتیں پلے باندھ لیں۔ دبئی اس وقت ایک حد درجہ معمولی سا شہر تھا۔ کچھ پکے مکان، ادنیٰ سڑکیں اور کمزور تجارت۔ شیخ زید نے اپنے ملک کو فکری اور اقتصادی طور پر کھولنا شروع کر دیا۔ مجھے اس شخص نے بتایا کہ شیخ زید ہر سال ایک پریڈ منعقد کرتے تھے جس میں انہیں سلامی دی جاتی تھی۔ اس میں عسکری دستے نہیں ہوتے تھے بلکہ ریل اسٹیٹ میں کام آنے والی مشینیں، ٹرک، کرینیں، مکسر، بلڈوزر وغیرہ شامل ہوتے تھے۔ وہ پاکستانی بذات خود شیخ زید کی اس پریڈ میں شامل تھا۔ شیخ زید نے ریل اسٹیٹ میں کام کرنے والے کاروباری لوگوں سے باتیں کرنی شروع کر دیتے تھے۔ ان کے مسائل پوچھتے تھے اور موقع پر احکامات جاری کرتے تھے۔ مجھے ملنے والا شخص اب دیدہ ہو کر کہنے لگا کہ صرف پانچ سے دس برس میں ہی شیخ نے دبئی کی شکل اور ہیئت بدل دی۔ بلند و بالا عمارات، ایئر پورٹ، بندرگاہیں اور جدید ترین سڑکوں کا جال بچھا دیا۔ ہاں ایک اور بات، انہوں نے دبئی میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے ہر مغربی سہولت مہیا کی۔ بارز، کینے، کلب، ہوٹل اور سیاحوں کی بھرپور حفاظت، ریاست کی قبیقی ترین پالیسی بن گئی۔ صرف چالیس برس میں دبئی پوری دنیا کے لئے سرمایہ کاری کا مرکز بن گیا۔ مغربی ممالک سے لوگ وہاں نوکری کی تلاش میں آنے لگے۔ سیاحوں کی قطاریں لگ گئیں۔ تجارت ہر طور قیامت خیز ہو گئی۔ پورے دبئی بلکہ متعدد امارات نے دنیا میں اہمیت حاصل کر لی۔ یہ مجرہ کس شعبے کی بدولت برپا ہوا، اس کا جواب صرف اور صرف تعمیراتی شعبہ ہی بنتا ہے۔ آپ کے شاید علم میں نہ ہو کہ دبئی میں تیل کی کسی قسم کی پیداوار نہیں ہے۔ ان کی مکمل ترقی ریل اسٹیٹ سے شروع ہو کر اسی شعبہ میں ختم ہو جاتی ہے۔

آپ اپنے قائدین کو دیکھتے، سب کے گھر دبئی میں موجود ہیں۔ کیوں۔ ہاں، یاد رہے، ان کا سرمایہ بھی وہاں موجود ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہر پارٹی کے سیاسی عوائد میں، ہمارے تاجر اور امیر حضرات دبئی میں پر اپریٰ خریدتے ہیں۔ کئی لوگوں نے تو اپنے اہل خانہ کو بھی وہاں منتقل کر رکھا ہے۔ ریاست نے وہاں ہر طور پر اپنی پالیسیوں کو تحفظ دے رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ آج ایک پالیسی ہے اور کل اس کے مقابلہ پر گرام شروع کر دیا جاتا ہے۔ دبئی سمیت ہر ترقی یافتہ ملک، تعمیراتی شعبے کو انتہائی محفوظ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ کامیاب ممالک ریل اسٹیٹ سیکٹر کو ایک لاڈلا بچہ بنانا کر رکھتے ہیں اور ان کو ششوں کی بدولت اپنی قوم میں جائز دولت کمانے کے روحان کی سرپرستی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ دبئی، نیویارک، لندن، میلپورن اس کرہ ارض کے صنعتی اور کاروباری مرکز بن جاتے ہیں۔

مگر ہمارے ملک میں ہر چیز اٹھی ہے۔ کسی بھی حکومت کی بہترین پالیسی آنے والی حکومت ملک دشمن قرار دے دیتی ہے۔ اس میں ہر طرح کے کیڑے نکالے جاتے ہیں۔ سابق حکومت کے منصوبوں میں کام کرنے والے سرکاری عمال کو جعلی احتساب کا نشانہ بنایا جاتا ہے، گرفتاریاں کا ایک ایسا طوفان شروع ہوتا ہے کہ ہر سطح کے سرمایہ کارکے روئنگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں ملزم نہیں بلکہ مجرم بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ ہر حکومت گزشتہ حکومت سے مقابلہ چلنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ ہاں، کرپشن کی جھوٹی سچی کہانیاں بھی قصداً پھیلائی جاتی ہیں۔ آپ نوے کی دہائی دیکھیں، نواز شریف کے موڑوے جیسے انقلابی پر گرام کوکس طرح پیپلز پارٹی نے برپا کرنے کی کوشش کی۔ موڑوے نے پورے ملک میں اقتصادی ترقی کی وہ جاگ لگائی کہ علاقے تبدیل ہونے شروع ہو گئے۔ موڑوے وہ سڑک بن گئی جس نے لوگوں کی معاشی حالت تبدیل کر کے رکھ دی۔ پر نہیں، اس کے بعد آنے والی حکومت نے اس منصوبے میں سو خرابیاں تلاش کر لیں اور پھر نہ رکنے والا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی نے ایک دوسرے کے اچھے منصوبوں کا بھرپور طور پر قلع قمع کیا۔ یہ صرف ایک مثال ہے۔ اب ذرا اچھلے چار سال کے دورانیے کو پر کھئے۔ خان صاحب نے ہر حکمران کی طرح بھرپور غلطیاں کیں جس کا خمیازہ انہیں بھلتانا پڑا۔ مگر ریل اسٹیٹ سیکٹر کو ان کی حکومت نے بہترین طور پر توانا کیا۔ بینکوں سے قرض کی سہولت کو آسان کر دیا۔ ذاتی گھر بنانے کے خواب کو بھی جلا بخشی۔ پورے دو قسم سے عرض کر سکتا ہوں کہ ملکی معیشت کو اس ثابت پالیسی سے بہت فائدہ ہوا۔

شاید آپ کے علم میں نہ ہو کہ معمولی سا گھر بنانے میں کم از کم آٹھ سے دس خاندانوں کو روزگار ملتا ہے۔ چالیس کے لگ بھگ صنعتوں میں اضافی کام شروع ہو جاتا ہے۔ اینہٹ بنانے والے بھٹوں سے لے کر لوہا بنانے والے کارخانوں تک، کو بھرپور فائدہ شروع ہوتا ہے۔ یہ کہنا چاہوں گا کہ کنسٹرکشن انڈسٹری سے کروڑوں لوگوں کے گھر کا چولہا بآسانی جانا شروع ہو جاتا ہے۔ گزارش ہے کہ کراچی کے شاک ایکسچنچ کی لاہور کی بعض ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی کاروباری سرگرمی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔ خود تجزیہ کر لیجئے۔ آپ بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ شاک یا ٹیسے بازی سے کسی قسم کی کوئی ترقی وابستہ نہیں ہے۔ یہ دراصل جوئے کی ایک جدید قسم ہے۔ سارے معاملات کو تمحفے کے باوجود موجودہ حکومت نے اس شعبہ میں ہر چیز اتنی مہنگی کر دی ہے کہ تعمیراتی صنعت دم توڑ رہی ہے۔ معلوم نہیں کہ ان لوگوں کو کنسٹرکشن انڈسٹری سے کیا دشمنی ہے، کہ یہ مکمل یکسوئی سے اسے برپا کرنے کا بھرپور جتن کر رہے ہیں۔ مگر انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر تعمیراتی شعبہ بیٹھ گیا تو موجودہ پوری سرکار معاشری بدحالت کی پاتال میں غرق ہو جائے گی۔ ابھی بھی وقت ہے، اس شعبے کو ہر طرح کی سہولتیں فراہم کریں۔ مگر میری یہ سنجیدہ بات کون سنے گا! بلکہ کیوں سنے گا۔